۷۸۶
۹۲

حقوق العباد کی اہمیت

موسوم بنام تاریخی

اعجب الامداد فی مکفرات حقوق العباد (۱۳۱۰ھ)

تصنیف لطیف

حضور پرنور امام اہلسنت مجدد دین وملت سرکار

اعلیحضرت

امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بفیض کرم

سرکار مفتی اعظم حضرت مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ترتیب

مولانا عبد المبین نعمانی قادری رضوی

حسب فرمائش، بزم محبانِ رضا ۔ جماعت رضائے مصطفیٰ ۔ بزمِ اشاعت سنیت ۔ سنی رضوی سوسائٹی

شائع کردہ رضا اکیڈمی بمبئی

سلسلۂ اشاعت نمبر ۲۶

اَعْجَبُ الْاِمْدَادِ فِیْ مُکَفِّرَاتِ حُقُوْقِ الْعِبَادِ ۱۳۱۰ھ

عجیب ترین امداد، حقوق العباد کا کفارہ بننے والی چیزوں کے بارے میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حق العباد بھی کسی طرح معاف رہتا ہے بغیر اس کے معاف کئے جس کا حق ہے۔ ارقام فرمائیں، اور حق العباد (بندوں کا حق ۱۲) کس قدر ہیں۔ بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا[۱]

الجواب

حق العبد وہ مطالبۂ مالی ہے کہ شرعاً اس کے ذمہ میں کسی کے لئے ثابت ہو اور ہر وہ نقصان و آزار جو بے اجازت شرعیہ کسی قول، فعل، ترک سے کسی کے دین، آبرو، جان، جسم، مال یا صرف قلب کو پہنچایا جائے تو یہ دو قسمیں ہوئیں، اول کو دُیُون[۲] ثانی کو مظالم، ان دونوں کو تَبِعات[۳] اور کبھی دیون بھی کہتے ہیں، ان دونوں قسموں میں نسبت عموم خصوص من وجہ ہے۔ یعنی کہیں تو دَین پایا جاتا ہے مَظلِمہ نہیں، جیسے خریدی چیز کی قیمت، مزدور کی اجرت، عورت کا مہر وغیرہ دیون کہ عقود جائزہ شرعیہ سے اس کے ذمہ لازم ہوئے اور اس نے ان کے ادا میں کمی و تاخیر نارو ا برتی یہ حق العبد تو اس کی گردن پر ہے، مگر کوئی ظلم نہیں ــــــ اور کہیں مظلمہ پایا جاتا ہے دَین نہیں جیسے کسی کو مارا، گالی دی، برا کہا غیبت کی کہ اس کی خبر اسے پہنچی یہ سب حقوق العبد و ظلم ہیں مگر کوئی دَین واجب الادا نہیں ــــــ اور کہیں دَین و مظلمہ دونوں ملتے ہیں۔ جیسے کسی کا مال چرایا، چھینا، لوٹا، رشوت، سود جوئے میں لیا یہ سب دیون بھی ہیں اور ظلم بھی ــــــ قسم اول میں تمام صُوَر و عقود و مطالبۂ مالیہ داخل ــــــ دوسری میں قول و فعل و ترک کو دَین آبرو جان جسم مال قلب میں ضرب دینے سے اٹھارہ انواع حاصل، ہر نوع صدہا صورتوں کو شامل، تو کیوں کر گنا سکتے ہیں کہ حقوق العباد کس قدر ہیں۔ ہاں ان کا ضابطۂ کلیہ بتا دیا گیا ہے کہ ان دو قسموں سے جو امر جہاں پایا جائے اسے حق العبد جانیے۔ پھر حق کسی قسم کا ہو جب تک صاحب

---

[۱] بیان کیجئے اور اجر پائیے ۱۲ [۲] دُیُون، دَین بمعنی قرض کی جمع ہے اور مظالم، مَظلِمہ کی جمع ہے بمعنی ظلم، ۱۲ نعمانی [۳] تَبِعَۃ کی جمع ہے بمعنی تاوان ۱۲۔

حق معاف نہ کرے معاف نہیں ہوتا ——— حقوق اللہ میں تو ظاہر کہ اس کے سوا دوسرا معاف کرنے والا کون، وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ ٥ کون گناہ بخشے اللہ کے سوا۔ الحمد للہ کہ معافی کریم غنی قدیر رؤف رحیم کے ہاتھ ہے۔ وَالْکَرِیْمُ لَا یَاْتِیْ مِنْہُ اِلَّا الْکَرَم[1] ——— اور حقوق العباد میں بھی ملکِ دیّان عَزَّجَلَالُہٗ نے اپنی دار العدل کا یہی ضابطہ رکھا ہے کہ جب تک وہ بندہ معاف نہ کرے معاف نہ ہوگا، اگرچہ مولیٰ تعالیٰ ہمارا اور ہمارے جان و مال و حقوق سب کا مالک ہے، اگر وہ بے ہماری مرضی کے ہمارے حقوق جسے چاہے معاف فرمادے تو بھی عین حق و عدل ہے کہ ہم بھی اسی کے اور ہمارے حق بھی اسی کے مقرر فرمائے ہوئے ——— اگر وہ ہمارے خون و مال و عزت وغیرہ کو معصوم و محترم نہ کرتا تو ہمیں کوئی کیسا ہی آزار پہونچاتا نام کو بھی ہمارے حق میں گرفتار نہ ہوتا، یونہی اب اس حرمت و عصمت کے بعد بھی جسے چاہے ہمارے حقوق چھوڑ دے ہمیں کیا مجال عذر ہے ——— مگر اس کریم رحیم جَلَّ وَعَلَا کی رحمت کہ ہمارے حقوق کا اختیار ہمارے اختیار رکھا ہے۔ بے ہمارے بخشے معاف ہو جانے کی شکل نہ رکھی کہ کوئی ستم رسیدہ یہ نہ کہے کہ اے مالک میرے! میں اپنی داد[2] کو نہ پہونچا ——— حدیث میں ہے حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اَلدَّوَاوِیْنُ ثَلٰثَۃٌ فَدِیْوَانٌ لَّا یَغْفِرُ اللّٰہُ مِنْہُ شَیْئًا وَدِیْوَانٌ لَا یَعْبَؤُ اللّٰہُ بِہٖ شَیْئًا وَدِیْوَانٌ لَا یَتْرُکُ اللّٰہُ مِنْہُ شَیْئًا فَاَمَّا الدِّیْوَانُ الَّذِیْ لَا یَغْفِرُ اللّٰہُ شَیْئًا فَالْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ وَاَمَّا الدِّیْوَانُ الَّذِیْ لَا یَعْبَؤُ اللّٰہُ بِہٖ شَیْئًا فَظُلْمُ الْعَبْدِ نَفْسَہٗ فِیْمَا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ رَبِّہٖ مِنْ صَوْمِ یَوْمٍ تَرَکَہٗ اَوْ صَلٰوۃٍ تَرَکَہَا فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَغْفِرُ ذٰلِکَ اِنْ شَاءَ وَیَتَجَاوَزُ وَاَمَّا الدِّیْوَانُ الَّذِیْ لَا یَتْرُکُ اللّٰہُ مِنْہُ شَیْئًا فَظَالِمُ الْعِبَادِ بَیْنَہُمُ الْقِصَاصُ لَا مَحَالَۃَ۔

یعنی دفتر تین ہیں ایک دفتر میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ بخشے گا اور ایک دفتر کی اللہ تعالیٰ کو کچھ پرواہ نہیں اور ایک دفتر میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ چھوڑے گا۔ وہ دفتر جس میں اصلاً معافی کی جگہ نہیں وہ تو کفر ہے کہ کسی طرح نہ بخشا جائے گا اور وہ دفتر جس کی اللہ عزوجل کو کچھ پرواہ نہیں وہ بندے کا گناہ ہے خالص اپنے اور اپنے رب کے معاملے میں کہ کسی دن کا روزہ ترک کیا یا کوئی نماز چھوڑ دی اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے معاف کر دے اور درگذر فرمائے اور وہ دفتر جس میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ چھوڑے گا وہ بندوں کا آپس میں ایک دوسرے پر ظلم ہے کہ اس میں ضرور بدلہ ہونا ہے

[1] اور کریم یعنی مہربان سے کرم ہی صادر ہوتا ہے ۱۲ [2] انصاف ۱۲

رَوَاہُ[۱] الْاِمَامُ اَحْمَدُ فِی الْمُسْنَدِ وَالْحَاکِمُ فِی الْمُسْتَدْرَکِ عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ الصِّدِّیْقَۃِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا۔

یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ اِلٰی اَھْلِھَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ حَتّٰی یُقَادُ لِلشَّاۃِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاۃِ الْقَرْنَاءِ تَنْطِحُھَا۔

بیشک روز قیامت تمہیں اہل حقوق کو ان کے حق ادا کرنے ہوں گے یہاں تک کہ منڈی بکری کا بدلہ سینگ والی بکری سے لیا جائے گا کہ اسے سینگ مارے۔

رَوَاہُ[۲] الْاَئِمَّۃُ اَحْمَدُ فِی الْمُسْنَدِ وَمُسْلِمٌ فِیْ صَحِیْحِہٖ وَالْبُخَارِیُّ فِی الْاَدَبِ الْمُفْرَدِ وَالتِّرْمِذِیُّ فِی الْجَامِعِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

ایک روایت میں فرمایا ــــ حَتّٰی لِلذَّرَّۃِ مِنَ الذَّرَّۃِ ــــ یہاں تک کہ چیونٹی سے چیونٹی کا عوض لیا جائے گا ــــ رَوَاہُ[۳] الْاِمَامُ اَحْمَدُ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ۔

پھر وہاں روپے اشرفیاں تو ہیں نہیں کہ معاوضۂ حق میں دی جائیں طریقۂ ادا یہ ہوگا کہ اس کی نیکیاں صاحب حق کو دی جائیں گی اگر ادا ہو گیا غنیمت ورنہ اس کے گناہ اس پر رکھے جائیں گے۔ یہاں تک کہ ترازوئے عدل میں وزن پورا ہو، احادیث[۴] کثیرہ اس مضمون میں وارد، ازانجملہ حدیث صحیح مسلم وغیرہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ تَدْرُوْنَ مَنِ الْمُفْلِسُ قَالُوا الْمُفْلِسُ فِیْنَا مَنْ لَّا دِرْھَمَ لَہٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِصَلٰوۃٍ وَّصِیَامٍ وَّزَکٰوۃٍ وَّیَاْتِیْ قَدْ شَتَمَ ھٰذَا وَقَذَفَ ھٰذَا وَاَکَلَ مَالَ ھٰذَا وَ

یعنی حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جانتے ہو مفلس کون ہے؟۔ صحابہ نے عرض کی ہمارے یہاں تو مفلس وہ ہے جس کے پاس زر ومال نہ ہو فرمایا میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز روزے زکوٰۃ لے کر آئے اور یوں آئے اسے گالی دی، اسے زنا کی تہمت لگائی، اس کا مال کھایا، اس کا خون

---

[۱] اس حدیث کو امام احمد نے مسند میں اور حاکم نے مستدرک میں حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ۱۲ منہ

[۲] اس حدیث کو امام احمد نے مسند میں اور امام مسلم نے صحیح میں اور امام بخاری نے ادب مفرد میں اور امام ترمذی نے جامع الترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ۱۲ منہ [۳] اس حدیث کو امام احمد صحیح سند کیساتھ بیان کیا ۱۲ منہ [۴] انھیں میں سے۔ ۱۲

سَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَيُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ أَنْ يُقْضٰى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ۔

گرایا، اسے مارا، تو اس کی نیکیاں اِسے دی گئیں، پھر اگر نیکیاں ہوچکیں اور حق باقی ہیں تو ان کے گناہ لے کر اس پر ڈالے گئے، پھر جہنم میں پھینک دیا گیا؛ والعیاذ باللہ سبحٰنہ تعالیٰ۔

غرض حقوق العباد بے ان کی معافی کے معاف نہ ہوں گے ولہذا مروی ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْغِيْبَةُ أَشَدُّ مِنَ الزِّنَا۔ غیبت زنا سے سخت تر ہے۔ کسی نے عرض کی یہ کیوں کر، فرمایا۔

اَلرَّجُلُ يَزْنِيْ ثُمَّ يَتُوْبُ فَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَإِنَّ صَاحِبَ الْغِيْبَةِ لَا يُغْفَرُ لَهٗ حَتّٰى يَغْفِرَ لَهٗ صَاحِبُهٗ

زانی توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرمالے اور غیبت والے کی مغفرت نہ ہوگی جب تک وہ نہ بخشے جسکی غیبت کی ہے۔

رَوَاهُ[1] ابْنُ أَبِي الدُّنْيَا فِي ذَمِّ الْغِيْبَةِ وَالطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَبِي سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْهُمَا عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ۔

پھر یہاں معاف کرالینا سہل ہے قیامت کے دن اس کی امید مشکل کہ، وہاں ہر شخص اپنے اپنے حال میں گرفتار، نیکیوں کا طلبگار، برائیوں سے بے زار ہوگا۔ پرائی نیکیاں اپنے ہاتھ آتی اپنی برائیاں اس کے سر جاتی کسے بری معلوم ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ حدیث میں آیا۔ ماں باپ کا بیٹے پر کچھ دَین آتا ہوگا روز قیامت اسے لپٹیں گے کہ ہمارا دَین دے وہ کہے گا میں تمہارا بچہ ہوں یعنی شاید رحم کریں وہ تمنا کریں گے کاش اور زیادہ ہوتا۔

الطبرانی[2] عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، يَقُوْلُ إِنَّهٗ يَكُوْنُ لِلْوَالِدَيْنِ عَلٰى وَلَدِهِمَا دَيْنٌ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ يَتَعَلَّقَانِ بِهٖ فَيَقُوْلُ أَنَا وَلَدُكُمَا فَيَوَدَّانِ وَيَتَمَنَّيَانِ لَوْ كَانَ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ

[1] اس حدیث کو ابن ابی الدنیا نے "ذَمُّ الْغِيْبَة" اور امام طبرانی نے اوسط میں حضرت جابر بن عبد اللہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی اور امام بیہقی نے ان دونوں سے اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ۱۲م

[2] یہ حدیث امام طبرانی نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ باقی عبارت کا ترجمہ اوپر گزر چکا ۱۲ (مترجم)

جب ماں باپ کا یہ حال تو اوروں سے امید خام خیالی، ہاں کریم و رحیم مالک مولیٰ جلّ جلالہٗ و تبارک و تعالیٰ جس پر رحم فرمانا چاہے گا تو یوں کرے گا کہ حق والے کو بے بہا قصور جنت معاوضہ میں عطا فرما کر عفو حق[1] پر راضی کردے گا۔ ایک کرشمۂ کرم میں دونوں کا بھلا ہوجائے گا، نہ اِس کی حسنات اُسے دی گئیں نہ اُس کی سیئات اِس کے سر رکھی گئیں، نہ اس کا حق ضائع ہونے پایا بلکہ حق سے ہزاروں درجے بہتر و افضل پایا، رحمت حق کی بندہ نوازی، ظالم ناجی مظلوم راضی۔ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَیَرْضٰی۔

حدیث میں ہے۔

بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ اِذْ رَاَیْنَاہُ ضَحِکَ حَتّٰی بَدَتْ ثَنَایَاہُ فَقَالَ لَہٗ عُمَرُ مَا اَضْحَکَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ	یعنی ایک دن حضور پر نور سید الثقلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما تھے ناگاہ خندہ فرمایا کہ اگلے دندانِ مبارک ظاہر ہوئے، امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان کس بات پر حضور کو ہنسی آئی۔ ارشاد فرمایا۔
رَجُلَانِ مِنْ اُمَّتِیْ جَثَیَا بَیْنَ یَدَیْ رَبِّ الْعِزَّۃِ فَقَالَ اَحَدُھُمَا یَا رَبِّ خُذْ لِیْ مَظْلَمَتِیْ مِنْ اَخِیْ فَقَالَ اللّٰہُ کَیْفَ تَصْنَعُ بِاَخِیْکَ وَلَمْ یَبْقَ مِنْ حَسَنَاتِہٖ شَیْءٌ قَالَ یَا رَبِّ فَلْیَحْمِلْ مِنْ اَوْزَارِیْ وَفَاضَتْ عَیْنَا رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ بِالْبُکَاءِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ ذٰلِکَ لَیَوْمٌ عَظِیْمٌ یَحْتَاجُ النَّاسُ اَنْ یُّحْمَلَ عَنْھُمْ مِنْ اَوْزَارِھِمْ فَقَالَ اللّٰہُ لِلطَّالِبِ ارْفَعْ بَصَرَکَ فَانْظُرْ فَرَفَعَ فَقَالَ یَا رَبِّ اَرٰی مَدَائِنَ مِنْ ذَھَبٍ وَقُصُوْرًا مِنْ ذَھَبٍ مُکَلَّلَۃً بِاللُّؤْلُؤِ لِاَیِّ نَبِیٍّ ھٰذَا اَوْ لِاَیِّ صِدِّیْقٍ ھٰذَا اَوْ لِاَیِّ شَھِیْدٍ ھٰذَا قَالَ لِمَنْ اَعْطَی الثَّمَنَ	دو مرد میری امت سے رب العزۃ جلّ جلالہٗ کے حضور زانوؤں پر کھڑے ہوئے ایک نے عرض کی اے رب میرے میرا اس بھائی نے جو ظلم مجھ پر کیا ہے اس کا عوض میرے لئے لے، رب تبارک و تعالیٰ نے فرمایا اپنے بھائی کے ساتھ کیا کرے گا اس کی نیکیاں تو سب ہوچکیں مدعی نے عرض کی اے رب میرے تو میرے گناہ وہ اٹھالے یہ فرما کر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھیں گریہ سے بہ نکلیں، پھر فرمایا بیشک وہ دن بڑا سخت ہے لوگ اسکے محتاج ہوں گے کہ ان کے گناہوں کا کچھ بوجھ اور لوگ اٹھائیں۔ مولیٰ عزّ و جلّ نے فرمایا نظر اٹھا کر دیکھ اس نے نظر اٹھائی کہا اے رب میرے میں کچھ شہر دیکھتا ہوں سونے کے اور محل کے محل سونے کے سراپا موتیوں سے جڑے ہوئے یہ کس نبی کے ہیں

[1] حق کی معافی ۱۲

قال یا رب ومن یملك ذلك قال انت تملکه قال بماذا قال بعفوك عن أخیك قال یا رب فانی قد عفوت عنه قال الله تعالیٰ فخذ بید أخیك وادخل الجنة فقال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم عند ذلك اتقوا الله واصلحوا ذات بینکم فان الله یصلح بین المسلمین یوم القیمة۔

یا کسی صدیق یا کسی شہید کے، مولیٰ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا، اُس کے ہیں جو قیمت دے۔ کہا اے رب میرے بھلا اُنکی قیمت کون دے سکتا ہے فرمایا تو، عرض کی کیوں کر، فرمایا یوں کہ اپنے بھائی کو معاف کردے۔ کہا اے رب میرے یہ بات ہے تو میں نے معاف کیا مولیٰ جلّ مجدہٗ نے فرمایا اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑلے اور جنت میں لے جا۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے بیان کرکے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے آپس میں صلح کرو کہ مولیٰ عزّوجلّ قیامت کے دن مسلمانوں میں صلح کرائے گا۔

؎۱ رواہ الحاکم فی المستدرك والبیهقی فی کتاب البعث والنشور، وابویعلیٰ فی مسنده وسعید بن منصور فی سننه عن انس بن مالك رضی الله تعالیٰ عنه۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

إذا التقی الخلائق یوم القیامة نادی منادٍ یا أهل الجمع تتارکوا المظالم بینکم وثوابکم علیّ۔

جب مخلوق روز قیامت بہم ہوگی ایک منادی رب العزۃ جلّ وعلا کی طرف سے ندا کرے گا اے مجمع والو اپنے مظلموں کا تدارک کرلو اور تمہارا ثواب میرے ذمہ ہے۔

؎۲ رواہ الطبرانی عن انس ایضا رضی الله تعالیٰ عنه بسند حسن

اور ایک حدیث میں ہے حضور والا صلوات اللہ وسلامہ علیہ نے فرمایا۔

إنّ الله یجمع الأوّلین والآخرین فی صعید واحد صعید واحد ثم ینادی منادٍ من تحت العرش یا أهل التوحید إنّ الله عزّ وجلّ قد عفا عنکم فیقوم الناس فیتعلق بعضهم

یعنی بیشک اللہ عزّوجل روز قیامت سب اگلوں پچھلوں کو ایک زمین میں جمع فرمائے گا پھر زیر عرش سے منادی ندا کرے گا اے توحید والو مولیٰ تعالیٰ نے اپنے حقوق معاف فرمائے لوگ کھڑے ہوکر آپس کے مظلموں میں ایک دوسرے سے لپٹیں گے. منادی

؎۱ اس حدیث کو امام حاکم نے مستدرک میں، بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں، ابویعلیٰ نے اپنی مسند میں، اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ۱۲ (مترجم)

؎۲ اس حدیث کو امام طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی روایت کیا ہے ۱۲ نعمانی

بِبَعْضٍ فِی ظُلُمَاتٍ فَیُنَادِی مُنَادٍ یَا اَھْلَ التَّوْحِیْدِ پکارے گا اے توحید والو ایک دوسرے کو معاف کر دو اور لِیَعْفُ بَعْضُکُمْ عَنْ بَعْضٍ وَّعَلَیَّ الثَّوَابُ ۔ ثواب دینا میرے ذمہ ہے ۔

رواہ[1] ایضاً عن أم ھانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ دولتِ کبریٰ و نعمتِ عظمیٰ اکرم الاکرمین جَلَّتْ عَظَمَتُہٗ اپنے محض کرم و فضل سے اس ذلیل روسیاہ سراپا گناہ کو بھی عطا فرمائے ۔ ع

کہ مستحقِ کرامت گناہ گارانند

اس وقت کی نظر میں اس کا جلیل وعدہ جمیل مژدہ صاف صریح بِالتَّصریح یا کَالتَّصریح پانچ فرقوں کے لئے وارد ہوا ۔

اوّل حاجی کہ پاک مال پاک کمائی پاک نیت سے حج کرے ، اس میں لڑائی جھگڑے اور عورتوں کے سامنے تذکرۂ جماع اور ہر قسم کے گناہ و نافرمانی سے بچے اس وقت تک جتنے گناہ کئے تھے ، بشرطِ قبول سب معاف ہو جاتے ہیں ، پھر اگر حج کے بعد فوراً مر گیا اتنی مہلت نہ ملی کہ جو حقوق اللہ عزوجل یا بندوں کے اسکے ذمہ تھے ، انھیں ادا یا ادا کی فکر کرتا تو امید واثق ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے تمام حقوق سے مطلقاً درگزر فرمائے یعنی نماز روزہ زکوٰۃ وغیرہا فرائض کہ بجا نہ لایا تھا ان کے مطالبہ پر بھی قلمِ عفوِ الٰہی پھر جائے اور حقوق العباد دیون و مظالم مثلاً کسی کا قرض آتا ہو ، مال چھینا ہو ، برا کہا ہو ، اِن سب کو مولیٰ تعالیٰ اپنے ذمۂ کرم پر لے لے ۔ اصحابِ حقوق کو روزِ قیامت راضی فرما کر مطالبہ و خصومت سے نجات بخشے ، یونہی اگر بعد کو زندہ رہا ، یا بقدرِ قدرت تدارکِ حقوق کر لیا —— یعنی زکوٰۃ دیدی ، نماز روزہ کی قضا ادا کی جس کا جو مطالبہ آتا تھا دیدیا جسے آزار پہونچا تھا معاف کرا لیا جس مطالبہ کا لینے والا نہ رہا یا معلوم نہیں اُس کی طرف سے تصدق کر دیا ، یا بوجہِ قلتِ مہلت جو حق اللہ عَزَّوَجَلَّ یا بندہ کا ادا کرتے کرتے رہ گیا اس کی نسبت اپنے مال میں وصیت کر دی غرض جہاں تک طُرقِ براءت[2] پر قدرت ملی ، تقصیر[3] نہ کی تو اُس کے لئے امید اور زیادہ قوی کہ اصل حقوق کی تدبیر ہو گئی اور وہ اِثمِ مخالفت ، حج سے دھل گیا —— ہاں اگر بعد حج ، باوصفِ قدرت اِن امور میں قاصر رہا تو یہ سب گناہ از سرِ نو اُس کے سر ہوں گے کہ حقوق تو خود باقی ہی تھے ان کے ادا میں پھر تاخیر و تقصیر گناہ تازہ ہوئی اور

---

[1] اس حدیث کو بھی امام طبرانی نے حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے ۱۲ نعمانی ۔

[2] چھٹکارا کی راہوں پر ۱۲ [3] کوتاہی ۱۲ ۔

وہ حج ان کے ازالہ کو کافی نہ ہوگا کہ حج گذرے گناہوں کو دھوتا ہے، آئندہ کے لئے پروانۂ بیقیدی نہیں ہوتا۔ بلکہ حج مبرور کی نشانی یہ ہے کہ پہلے سے اچھا ہو کر پلٹے ——— فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

مسئلۂ حج میں بحمد اللہ تعالیٰ یہ وہ قولِ فیصل ہے جسے **فقیر** غفر اللہ تعالیٰ لہٗ نے بعد تنقیحِ دلائل و مذاہب[1] و احاطۂ اطراف و جوانب، اختیار کیا جس سے اقوالِ ائمہ کرام میں توفیق[2] اور دلائل حدیث و کلام میں تطبیق ہو جاتی ہے اس معرکۃ الآراء بحث کی نفیس تحقیق بعونہ تعالیٰ **فقیر** غفر اللہ تعالیٰ لہٗ نے بعد ورود اس سوال کے ایک تحریر میں جداگانہ لکھی، یہاں اسی قدر کافی ہے۔ وباللہ التوفیق۔

احادیث ۔ ابن ماجہ اپنی "سنن" میں کاملاً اور ابو داؤد مختصراً، اور امام عبد اللہ ابن امام احمد زوائد "مسند" اور طبرانی "معجم کبیر" اور ابو یعلیٰ "مسند" اور ابن حبان "ضعفا" اور ابن عدی "کامل" اور بیہقی "سنن کبریٰ و شعب الایمان، و کتاب البعث والنشور" اور ضیاء مقدسی بافادۂ تصحیح، "صحیح مختارہ" میں حضرت عباس بن مرداس، اور امام عبد اللہ بن مبارک بسندِ صحیح اور ابو یعلیٰ و ابن منیع بوجہ آخر حضرت انس بن مالک اور ابو نعیم "حلیۃ الاولیاء" اور امام ابن جریر طبری، تفسیر اور حسن بن سفیان مسند، اور ابن حبان ضعفا میں حضرت عبد اللہ بن عمر فاروق اعظم اور عبد الرزاق مصنّف، اور طبرانی معجم کبیر، میں حضرت عبادہ بن صامت اور دار قطنی و ابن حبان حضرت **ابو ہریرہ** اور ابن مندہ **کتاب الصحابہ** اور خطیب **تلخیص المتشابہ** میں حضرت زید جد عبد الرحمن بن عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے بطرقِ عدیدہ والفاظ کثیرہ و معانی متقاربہ راوی

وھذا حدیث الامام عبد اللہ بن المبارک عن سفیان الثوری عن زبیر بن عدی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال۔

وَقَفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَاتٍ وَقَدْ کَادَتِ الشَّمْسُ اَنْ تَؤُبَ فَقَالَ یَا بِلَالُ اَنْصِتْ لِیَ النَّاسَ فَقَالَ اَنْصِتُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰہِ

یعنی حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرفات میں وقوف فرمایا یہاں تک کہ آفتاب ڈوبنے پر آیا۔ اس وقت ارشاد ہوا اے بلال لوگوں کو میرے لئے خاموش کر۔ بلال

---

[1] یعنی مصنف نے اس سلسلے میں تمام مذاہب اور اقوال کی چھان بین اور تمام گوشوں کو نظر میں لاکر یہ مسلک اختیار کیا ہے ۱۲ نعمانی
[2] مختلف اقوال میں ایسی جچی تلی بات کہنا کہ سب آپس میں موافق ہو جائیں اور اختلاف کی صورت ختم ہو جائے ۱۲ نعمانی۔

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَانْصَتَ النَّاسُ فَقَالَ یَامَعَاشِرَ النَّاسِ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ اٰنِفًا فَاَقْرَاَنِیْ مِنْ رَّبِّیَ السَّلَامَ وَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ غَفَرَ لِاَھْلِ عَرَفَاتٍ وَاَھْلِ الْمَشْعَرِ وَضَمِنَ عَنْھُمُ التَّبِعَاتِ فَقَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَا لَنَا خَاصَّۃً قَالَ ھٰذَا لَکُمْ وَلِمَنْ اَتٰی مِنْ بَعْدِکُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ کَثُرَ خَیْرُ اللّٰہِ وَطَابَ۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر پکارا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے خاموش ہو، لوگ ساکت ہوئے حضور پرنور صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِ نے فرمایا اے لوگو! ابھی جبریل نے حاضر ہو کر مجھے میرے رب کا سلام و پیام پہونچایا کہ اللہ عزوجل نے عرفات و مشعر الحرام والوں کی مغفرت فرمائی اور ان کے باہمی حقوق کا خود ضامن ہوگیا امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کی یارسول اللہ کیا یہ دولت خاص ہمارے لئے ہے؟ —— فرمایا تمہارے لئے اور جو تمہارے بعد قیامت تک آئیں سب کے لئے، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اللہ عزوجل کی خیر کثیر و پاکیزہ ہے۔ انتہی

—— والحمد للہ رب العلمین۔

دوم شہید بحر کہ خاص اللہ عزوجل کی رضا چاہنے اور اس کا بول بالا ہونے کے لئے سمندر میں جہاد کرے اور وہاں ڈوب کر شہید ہو، حدیثوں میں آیا کہ مولیٰ عزوجل خود اپنے دست قدرت سے اس کی روح قبض کرتا اور اپنے تمام حقوق اسے معاف فرماتا اور بندوں کے سب مطالبے جو اس پر تھے اپنے ذمہ کرم پر لیتا ہے۔

احادیث ابن ماجہ سنن اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت **ابو امامہ** اور ابو نعیم حلیہ میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت **صفیہ بنت عبد المطلب** اور شیرازی کتاب الالقاب میں حضرت **عبد اللہ بن عمرو بن عاص** رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے راوی —— واللفظ لابی امامۃ[1] رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُغْفَرُ لِشَہِیْدِ الْبَرِّ الذُّنُوْبُ کُلُّھَا اِلَّا الدَّیْنَ وَیُغْفَرُ لِشَہِیْدِ الْبَحْرِ الذُّنُوْبُ کُلُّھَا وَالدَّیْنُ۔

یعنی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو خشکی میں شہید ہو اس کے سب گناہ بخشے جاتے ہیں۔ مگر حقوق العباد اور جو دریا میں شہادت پائے اس کے تمام گناہ و حقوق العباد سب معاف ہو جاتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا بِجَاھِہٖ عِنْدَکَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَبَارَکَ اٰمِیْن

[1] اس حدیث کے الفاظ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں۔ ۱۲

سوم شہید صبر یعنی وہ مسلمان سنی المذہب صحیح العقیدہ جسے ظالم نے گرفتار کر کے بحالت بے کسی و مجبوری قتل کیا سولی دی پھانسی دی کہ یہ بوجہ اسیری قتال و مدافعت پر قادر نہ تھا بخلاف جہاد کہ مارتا مرتا ہے اس بے کسی و بیدست وپائی زیادہ باعث رحمت الٰہی ہوتی ہے کہ حق اللہ و حق العبد کچھ نہیں رہتا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

احادیث بزار ام المومنین **صدیقہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بسند صحیح راوی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ـــــ قَتْلُ الصَّبْرِ لَا یَمُرُّ بِذَنْبٍ اِلَّا مَحَاہُ۔ قتل صبر کسی گناہ پر نہیں گذرتا مگر یہ کہ اسے مٹا دیتا ہے۔

نیز بزار **ابوہریرہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ـــــ قَتْلُ الرَّجُلِ صَبْرًا کَفَّارَۃٌ لِّمَا قَبْلَہٗ مِنَ الذُّنُوْبِ۔ آدمی کا بروجہ صبر مارا جانا تمام گذشتہ گناہوں کا کفارہ ہے

قال المناوی فی التیسیر ظاهره وان کان المقتول عاصیا ومات بلا توبة ففیه رد علی الخوارج والمعتزلة اھ ـــــ ورأیتنی کتبت علی هامشه مانصه اقول بل لا محمل له سواه فانه ان لم یکن عاصیا لم یمر القتل بذنب وان کان تاب فکذلك فان التائب من الذنب کمن لا ذنب له۔

احادیث مطلق ہیں اور مخصص مفقود ـــــ وحَدِّثْ عَنِ الْبَحْرِ وَلَا حَرَجَ ـــــ اور ہم نے سنی المذہب کی تخصیص اس لئے کی کہ حدیث میں ہے ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لَوْاَنَّ صَاحِبَ بِدْعَةٍ مُکَذِّبًا بِالْقَدْرِ قُتِلَ مَظْلُوْمًا صَابِرًا مُحْتَسِبًا بَیْنَ الرُّکْنِ وَالْمَقَامِ لَمْ یَنْظُرِ اللّٰہُ فِیْ شَیْئٍ مِّنْ اَمْرِہٖ حَتّٰی یُدْخِلَہٗ جَهَنَّمَ۔

اگر کوئی بدمذہب تقدیر بر خیر و شر کا منکر خاص حجر اسود و مقام ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے درمیان محض مظلوم و صابر مارا جائے اور وہ اپنے اس قتل میں ثواب الٰہی ملنے کی نیت بھی رکھے تاہم اللہ عزوجل اس کی کسی بات پر نظر نہ فرمائے یہاں تک اسے جہنم میں داخل کرے ـــــ والعیاذ باللہ تعالیٰ ـــــ رواہ ابو الفرج فی العلل من طریق کثیر بن سلیم نا انس بن مالك رضی اللہ تعالیٰ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فذکرہ۔

چہارم مدیون جس نے بحاجت شرعیہ کسی نیک جائز کام کے لئے دَین لیا اور اپنی چلتی ادا میں گئی[1] نہ کی نہ کبھی تاخیر نا روا روا رکھی بلکہ ہمیشہ سچے دل سے ادا پر آمادہ اور تا حدِ قدرت اس کی فکر کرتا رہا پھر بمجبوری ادا نہ

[1] کوتاہی ۱۲

ہو سکا اور موت آگئی تو مولیٰ عزوجل اس کے لئے اس دَین سے درگذر فرمائے گا اور روز قیامت اپنے خزانۂ قدرت سے ادا فرما کر دائن کو راضی کر دے گا اس کیلئے یہ وعدہ خاص اسی دَین کے واسطے ہے نہ تمام حقوق العباد کے لئے۔

احادیث :- احمد و بخاری و ابن ماجہ حضرت **ابو ہریرہ** اور طبرانی معجم کبیر میں بسند صحیح حضرت **میمون کُردی** اور حاکم مستدرک اور طبرانی کبیر میں حضرت **ابو امامہ باہلی** اور احمد و بزار و طبرانی و ابو نعیم بسند حسن حضرت **عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق** اور ابن ماجہ و بزار حضرت **عبداللہ بن عمرو** اور بیہقی **مولا قاسم** مولائے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی ـــــ واللفظ لمیمون رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال[لہ]

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَدَانَ دَیْناً یَنْوِیْ قَضَآءَہٗ اَدَّاہُ اللّٰہُ عَنْہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کسی دین کا معاملہ کرے کہ اس کے ادا کی نیت رکھتا ہو اللہ عزوجل اسکی طرف سے روز قیامت ادا فرما دے گا۔

حدیث ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لفظ مستدرک میں یہ ہیں کہ حضور اقدس صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ فرماتے ہیں۔

مَنْ تَدَایَنَ بِدَیْنٍ وَّفِیْ نَفْسِہٖ وَفَاءُہٗ ثُمَّ مَاتَ تَجَاوَزَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاَرْضٰی غَرِیْمَہٗ بِمَا شَآءَ۔

جس نے کوئی معاملۂ دَین کیا اور دل میں ادا کی نیت رکھتا تھا پھر موت آگئی اللہ عزوجل اس سے درگذر فرمائے گا اور دائن کو جس طرح چاہے راضی کر دے گا۔

نیک وجائز کام کی قید **حدیث** عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے ظاہر کہ اس میں ضرورت جہاد وضرورت تجہیز وتکفین مسلمان وضرورت نکاح کو ذکر فرمایا بلکہ بخاری تاریخ اور ابن ماجہ سنن اور حاکم مستدرک میں راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی مَعَ الدَّائِنِ حَتّٰی یَقْضِیَ دَیْنَہٗ مَالَمْ یَکُنْ دَیْنُہٗ فِیْمَا یَکْرَہُ اللّٰہُ۔

بیشک اللہ تعالیٰ قرضدار کے ساتھ ہے یہاں تک کہ اپنا قرض ادا کرے جب تک کہ اسکا دَین اللہ تعالیٰ کے ناپسند کام میں نہ ہو۔

مجبوری رہ جانے کی قید **حدیث** ابن صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ثابت کہ رب العزۃ جلّ وعلا روز قیامت مدیون سے پوچھے گا تو نے کاہے میں یہ دَین لیا اور لوگوں کا حق ضائع کیا عرض کرے گا اے رب میرے!

[لہ] اس حدیث کے الفاظ حضرت میمون کردی کے ہیں ۱۲

تو جانتا ہے کہ میرے اپنے کھانے پینے پہننے ضائع کر دینے کے سبب وہ دَین نہ رہ گیا بلکہ ـــــــ اِمّٰی عَلٰی اِمَّا حَرَقٍ وَّاِمَّا سَرَقٍ وَّاِمَّا وَضِیْعَۃٍ ـــــــ آگ لگ گئی یا چوری ہو گئی یا تجارت میں ٹوٹا پڑا یوں رہ گیا مَوْلٰی عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا ـــــــ صَدَقَ عَبْدِیْ فَاَنَا اَحَقُّ مَنْ قَضٰی عَنْکَ ـــــــ میرا بندہ سچ کہتا ہے سب سے زیادہ میں مستحق ہوں کہ تیری طرف سے ادا فرما دوں ـــــــ پھر مولیٰ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی کوئی چیز منگا کر اس کے پلۂ میزان میں رکھ دے گا کہ نیکیاں برائیوں پر غالب آجائیں گی اور وہ بندہ رحمت الٰہی کے فضل سے داخلِ جنت ہوگا۔

پنجم اولیائے کرام صوفیہ صدق ارباب معرفت قُدِّسَتْ اَسْرَارُھُمْ وَنَفَعَنَا اللّٰہُ بِبَرَکَاتِھِمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ کہ بنصِ قطعی قرآن روز قیامت ہر خوف و غم سے سلامت و محفوظ ہیں ـــــــ قال تعالیٰ[1] ـــــــ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ تو ان میں بعض سے اگر براہ تقاضائے بشریت بعض حقوقِ الٰہیہ میں اپنے منصب و مقام کے لحاظ سے کہ ـــــــ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّاٰتُ الْمُقَرَّبِیْنَ[2] کوئی تقصیر واقع ہو تو مولیٰ عزوجل اسے وقوع سے پہلے معاف فرما چکا کہ[3]

قَدْ اَعْطَیْتُکُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَسْاَلُوْنِیْ وَقَدْ اَجَبْتُکُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَدْعُوْنِیْ وَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَعْصُوْنِیْ۔

یوہیں اگر باہم کسی طرح کی شکر رنجی یا کسی بندہ کے حق میں کچھ کمی ہو جیسے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مشاجرات کہ[4] ـــــــ سَتَکُوْنُ لِاَصْحَابِیْ زَلَّۃٌ یَغْفِرُھَا اللّٰہُ لَھُمْ لِسَابِقَتِھِمْ مَعِیْ ـــــــ تو مولیٰ تعالیٰ وہ حقوق اپنے ذمۂ کرم پر لے کر ارباب حقوق کو حکم تجاوز فرمائے گا اور باہم صفائی کرا کر آمنے سامنے جنت کے عالی شان تختوں پر بٹھائے گا کہ ـــــــ وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِھِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ۔

اسی مبارک قوم کے سرور و سردار، حضرات اہلِ بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں جنھیں ارشاد

---

[1] سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم (پ ۱۱ ع ۱۲۔ یونس) [2] عام نیکوں کی بعض نیکیاں مقربین کے حق میں گناہ ہوتے ہیں ۱۲ [3] (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) میں نے تم کو تمہارے مجھ سے سوال کرنے سے پہلے ہی دیدیا، اور تمہاری دعا قبول کی تمہارے دعا کرنے سے پہلے اور تم کو معاف کر دیا تقصیر سے پہلے ۱۲ [4] (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا) عنقریب میرے بعض صحابہ سے لغزش ہو گی جسے اللہ تعالیٰ معاف فرمائے گا اس وجہ سے کہ انھوں نے پہلے پہل میرا ساتھ دیا ۱۲! (بقیہ ۱۴ پر)

ہوتا ہے ـــــ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ، جو چاہو کرو میں تمہیں بخش چکا ـــــ انھیں کے اکابر سادات سے حضرت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کے لئے بارہا فرمایا گیا ـــــ مَا عَلٰی عُثْمٰنَ مَا فَعَلَ بَعْدَ هٰذِهٖ مَا عَلٰی عُثْمٰنَ مَا فَعَلَ هٰذِهٖ، آج سے عثمان کچھ کرے اس پر مواخذہ نہیں، آج سے عثمان کچھ کرے اس پر مواخذہ نہیں۔

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہٗ کہتا ہے۔

حدیث: [۱] اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا لَمْ يَضُرَّهٗ ذَنْبٌ ـــــ رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ فِيْ مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ وَالْاِمَامُ الْقُشَيْرِيُّ فِيْ رِسَالَتِهٖ وَابْنُ النَّجَّارِ فِيْ تَارِيْخِهٖ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـــــ کا عمدہ مجمل یہی ہے کہ محبوبانِ خدا اول تو گناہ کرتے ہی نہیں، ع ـــــ اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُّحِبُّ مُطِيْعٌ [۲] ـــــ وَهٰذَا [۳] مَا اخْتَارَهٗ سَيِّدُنَا الْوَالِدُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ـــــ اور احیاناً کوئی تقصیر واقع ہو تو واعظ و زاجر [۴] الٰہی انھیں متنبہ کرتا اور توفیق اِنابت [۵] دیتا ہے پھر۔ اَلتَّائِبُ [۶] مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ ـــــ اسی حدیث کا ٹکڑا ہے ـــــ وَهٰذَا مَا مَشٰى عَلَيْهِ الْمُنَاوِيُّ فِي التَّيْسِيْرِ ـــــ اور بالفرض ارادۂ الٰہیہ دوسرے طور پر تجلیِ شانِ عفو و مغفرت و اظہارِ مکانِ قبول و محبوبیت پر نافذ ہوا تو عفوِ مطلق و ارضائے اہلِ حق سامنے موجود، ضررِ [۷] ذنب بحمد اللہ ہر طرح مفقود ـــــ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الْكَرِيْمِ الْوَدُوْدِ وَهٰذَا مَا ذُقْتُهٗ بِفَضْلِ الْمَحْمُوْدِ۔

(بقیہ صلا کا)
[۵] اور ہم نے ان کے سینوں میں سے جو کچھ کینے تھے سب کھینچ لئے، آپس میں بھائی بھائی ہیں (پ ۲۶ ع ۴۔ حجرات)

[۱] جب خدا کسی بندے کو محبوب بنا لیتا ہے تو اس کو کوئی گناہ ضرر نہیں دیتا۔ اس حدیث کو دیلمی نے مسند الفردوس میں اور امام قشیری نے اپنے رسالہ میں اور ابن النجار نے اپنی تاریخ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں ۱۲۔

[۲] بیشک محب جس سے محبت کرتا ہے اس کا اطاعت گزار ہوتا ہے ۱۲۔

[۳] اسی تاویل کو میرے والد گرامی (حضرت مولانا مفتی محمد نقی علی خاں بریلوی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اختیار فرمایا ہے ۱۲

[۴] خدا کی طرف سے تنبیہ کرنے والا ۱۲۔ [۵] رجوع کی توفیق ۱۲ [۶] گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ بے گناہ ۱۲۔

[۷] گناہ کا نقصان ۱۲۔

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کے گمان میں حدیث مذکور ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا ــــــ یُنَادِیْ مُنَادٍ مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ یَا اَھْلَ التَّوْحِیْدِ، الحدیث ــــــ میں اہل توحید سے یہی محبوبانِ خدا مراد ہیں۔ کہ توحید خالص تام کامل ہرگونہ شرکِ خفی اخفی سے پاک منزہ انھیں کا حصہ ہے، بخلاف اہل دنیا جنھیں عبد الدینار عبد الدرہم، عبد طمع، عبد ہویٰ، عبد رغب فرمایا گیا ــــــ وقال تعالیٰ، اَفَرَأَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَہٗ ھَوَاہُ[1] ــــــ اور بیشک بے حصولِ معرفتِ الٰہی، اطاعتِ ہوائے نفس سے باہر آنا سخت دشوار ــــــ یہ بندگان خدا نہ صرف عبادت بلکہ طلب وارادت بلکہ خود اصل ہستی و وجود میں اپنے رب جَلَّ مَجْدُہٗ کی توحید کرتے ہیں ــــــ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کے معنی عوام کے نزدیک لَا مَعْبُوْدَ اِلَّا اللہ **خواص** کے نزدیک لَا مَقْصُوْدَ اِلَّا اللہُ ــــــ **اہل بدایت** کے نزدیک لَا مَشْھُوْدَ اِلَّا اللہ ــــــ ان **اخص الخواص** اربابِ نہایت کے نزدیک لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللہُ ــــــ تو اہل توحید کا سچا نام انھیں کو زیبا ولھذا ان کے علم کو علم توحید کہتے ہیں ــــــ جَعَلَنَا اللہُ[2] تعالیٰ مِنْ خُدَّامِھِمْ وَ تُرَابِ اَقْدَامِھِمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَغَفَرَ لَنَا بِجَاھِھِمْ عِنْدَہٗ اِنَّہٗ اَھْلُ التَّقْوٰی وَاَھْلُ الْمَغْفِرَۃِ، آمین۔

امید کرتا ہوں کہ اس حدیث کی یہ تاویل، تاویل امام غزالی قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَالِی سے احسن واجود ۔ و باللہِ التَّوْفِیْق۔

پھر ان سب صورتوں میں بھی جبکہ طرز یہی برتی گئی کہ صاحب حق کو راضی فرمائیں اور معاوضہ دے کر اسی سے بخشوائیں تو وہ کلیہ ہر طرح صادق رہا کہ حق العبد بے معافیِ عبد معاف نہیں ہوتا ــــــ **غرض** معاملہ نازک ہے اور امر شدید، اور عمل تباہ اور امل[1] بعید اور کرم عمیم اور رحم عظیم اور ایمان خوف ورجا[2] کے درمیان۔

وَحَسْبُنَا اللہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ نَجَاۃِ الْھَالِکِیْنَ مُرْتَجَی الْاٰئِسِیْنَ مُلْتَجَی الْبَائِسِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَاللہُ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ جَلَّ مَجْدُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ

کَتَبَہٗ عَبْدُہُ الْمُذْنِبُ اَحْمَدُ رَضَا الْبَرَیْلَوِیُّ عُفِیَ عَنْہُ بِمُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

۱۴ / جمادی الاولیٰ ۱۳۱۰ھ

---

[1] ترجمہ، بھلا دیکھو تو وہ جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا ٹھہرا لیا۔ پ ۲۵ ع ۱۹ ۔ حاشیہ ۱۲

[1] امید ۱۲ [2] یعنی عذاب کا خوف اور رحمت کی امید دونوں کے درمیان ۱۲

برائے ایصالِ ثواب

حضور سید العلما مولانا آل مصطفےٰ صاحب
سید اولاد نبی چھمّا میاں صاحب
مرحومہ پیرانی ماں صاحبہ زوجہ حضور مفتی اعظم
حضرت مولانا محمد ریحان رضاخان صاحب
سید حافظ ابوالہاشم صاحب
مرحومہ پیرانی ماں صاحبہ زوجہ پیر سید نورالدین احمد کشمیری
حضرت محبوب ملت مولانا محبوب عبلیخاں صاحب
مرحوم حاجی الٰہی بخش
مرحوم حاجی عبدالشکور و زوجہ
مرحوم عبدالحمید ۔ مرحوم مارفانی صاحب
مرحوم حاجی محمد صدیق
مرحوم عبدالستار زنگاری
مرحوم نور محمد پٹیل ۔ مرحوم حاجی ابوبکر گیمیاں
مرحوم والدین عثمان کھتری
مرحوم یوسف بھائی جوہری
مرحوم والدین عبدالغفار مالک گلشن رضا ہوٹل
مرحوم جمن خان ۔
مرحوم حاجی رمضان انصاری

مرحوم حاجی عبدالرحمن رنگریز
مرحوم والدین حاجی ابراہیم بلال
مرحوم ابراہیم منصوری
مرحوم حسین عیسیٰ
مرحوم حاجی قاسم حاجی عیسیٰ
مرحومین عبدالغفار
و عبدالجبار حاجی محمد عمر
مرحوم عبدالقادر عدن والا
مرحومہ والدہ حاجی سلیمان
مرحوم اسماعیل عیسیٰ
مرحوم عثمان قاسم
مرحوم محمد یوسف نور محمد کاس
مرحوم حاجی عبدالکریم حاجی داؤد
مرحوم حسین پٹیل
مرحوم ولی محمد منصوری
مرحوم عبدالقادر عبدالغفور
مرحوم احتشام عبدالقادر